دل کی بات　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　مدیر

پرویز مشرف پر غداری کا مقدمہ

وزیرِ اعظم نواز شریف نے قومی اسمبلی میں سابق ڈکٹیٹر جنرل پرویز مشرف کے خلاف 1973ء کے آئین کے آرٹیکل 6 کے تحت غداری کا مقدمہ چلانے کا اعلان کیا تو مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی، تحریک انصاف اور دیگر پارٹیوں کے ارکان نے بھی متفقہ طور پر اس فیصلے کی حمایت کا اعلان کیا۔ حمایت کرنے والوں میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے مسٹر پرویز کے دورِ اقتدار میں ان کا ساتھ دے کر خوب مفادات اٹھائے تھے۔ بہ ظاہر یہ صورت حال بڑی حوصلہ افزا، خوش آئند اور اطمینان بخش ہے کہ ایک قومی مجرم کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ انصاف کے کٹہرے میں لاکر آئین و قانون کی بالادستی کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔ لیکن ساتھ ہی بعض ارکانِ اسمبلی نے مقدمے کی ہیئت اور ٹرائل کے طریقۂ کار پر بحث شروع کر دی۔ ارکانِ حکومت کا مؤقف ہے کہ جنرل پرویز مشرف نے اگرچہ دو مرتبہ آئین توڑا مگر ہم صرف 3/نومبر 2007ء کے ایمرجنسی والے حکم کی بنیاد پر مقدمہ چلائیں گے۔ صرف اس شخص کے خلاف کارروائی کرنا چاہتے ہیں جس کے حکم سے آئین کو معطل کیا گیا۔ دیگر معاملات شامل کرنے سے پنڈورا بکس کھل جائے گا۔ قائد حزبِ اختلاف اور پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر خورشید شاہ 12/اکتوبر 1999ء کے اقدام سے کارروائی چاہتے ہیں جبکہ پی پی پی کے امین فہیم نے جولائی 1977ء میں ضیاء الحق کے مارشل لاء سے ٹرائل کا مطالبہ کر دیا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کا کہنا ہے کہ مقدمہ چلانے سے انکار نہیں لیکن طریقہ کار پر بحث ہونی چاہیے۔ سابق آرمی چیف جنرل (ر) اسلم بیگ کا کہنا ہے کہ عدالت خود متنازعہ ہے وہ یہ مقدمہ نہ سنے۔ بعض دانشور دور کی کوڑی لائے کہ تمام آمروں کا ٹرائل ہونا چاہیے، جنرل ایوب خان اور جنرل یحییٰ خان کا بھی ٹرائل کر کے انہیں سزا دی جائے۔ اس صورت حال میں بلی کو گھنٹی کون باندھے گا، مقدمہ کون سنے گا، انصاف کیسے ہوگا، سزا کس کو ملے گی اور اس فیصلے کی جرأت کون کرے گا؟ مقدمہ تو ابھی چلا نہیں لیکن مفروضے، خدشات اور سوالات اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

مسٹر پرویز مشرف نے ایک بین الاقوامی ڈیل کے تحت ''این آر او'' کے ذریعے مجرموں کو معاف کیا اور انہیں اقتدار منتقل کر دیا۔ انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا گیا اور وہ سلامی لے کر اقتدار سے سبکدوش ہو گئے۔ وہ خود بھی بہت سیانے تھے، کسی ''سیانے'' نے انہیں ملک سے باہر جانے کا مشورہ دیا اور وہ چلے گئے۔ پھر انہیں تقدیر وطن واپس لے آئی تا آنکہ انہیں یہ دن بھی دیکھنے نصیب ہوئے کہ وہ اپنے ہی فارم ہاؤس میں قید کر دیے گئے۔ اُن کے دورِ حکومت میں پیپلز پارٹی کی

چیئر پرسن بے نظیر بھٹو قتل ہوئی، لیکن پیپلز پارٹی نے اپنے پانچ سالہ دورِ حکومت میں نہ تو اپنی بی بی کے قاتل پکڑے اور نہ مقدمۂ قتل کا کوئی نتیجہ نکلا۔ غیر ملکی تحقیقاتی ٹیم کو بلا کر قومی خزانے کے کروڑوں روپے برباد کیے لیکن نتیجہ لاحاصل۔ اسی ڈیل کے تحت آصف علی زرداری، ق لیگ اور ن لیگ دونوں کے ووٹوں سے صدر بنے۔ اور اسی ڈیل کے تحت پیپلز پارٹی نے جنرل پرویز مشرف کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی اور اب سارا ملبہ نواز شریف پر ڈال کر تماشا دیکھنے میں مصروف ہیں۔ اگر غداری کے مقدمے کو صحیح طریقے سے چلایا جائے تو دونوں جانب کے سیاست دان بھی ٹرائل کا حصہ بنتے ہیں۔ اس لیے بہ ظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید کچھ بھی نہ ہو، قوم کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ ''بلی اور چوہے'' کا کھیل ہے یا ''بندر اور سانپ کا''۔ حکمرانوں اور سیاست دانوں سے گزارش ہے کہ وہ اس کیس کو پوری سنجیدگی اور دیانت کے ساتھ چلائیں، انصاف کے تمام تقاضے پورے کریں۔ ایک قومی مجرم کو سزا دینے کا یہ پہلا اور آخری موقع ہے، ایک آمر بھی اگر کیفرِ کردار تک پہنچ گیا تو آئندہ آئین توڑنے کی کسی کو جرأت نہ ہوگی۔

نواز شریف حکومت نے نیا بجٹ پیش کر دیا ہے۔ توقع کی جا رہی تھی کہ غریب اور متوسط طبقے کو ریلیف دیا جائے گا، لیکن سب کچھ اس کے برعکس ہوا۔ لوڈ شیڈنگ کے خاتمے کی سونے کی چڑیا دکھا کر بجلی کے نرخ مزید بڑھا دیے گئے اور مسلسل بڑھائے جا رہے ہیں۔ بجلی کے بلوں کی ادائیگی عوام کی استطاعت سے باہر ہوگئی ہے، سی این جی سٹیشن بند کر دیے گئے ہیں، صنعت برباد ہوگئی ہے۔ اربوں روپے کی سرمایہ کاری تباہ ہو کر رہ گئی ہے، پٹرول اور گیس کی قیمتوں میں اضافے نے ہر چیز مہنگی کر دی ہے۔ اِن بحرانوں سے نکلنے کے لیے غریب عوام کو ٹیکسوں کے ظالمانہ بوجھ تلے دبا دیا گیا ہے۔ اشیاءِ خوردنی کے نرخ آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔

نیا بجٹ الفاظ کی ہیرا پھیری، جمع تفریق کا شاطرانہ کھیل اور اسحٰق ڈار کی عیارانہ ذہانت کا شاخسانہ ہے۔ جس میں عوام کو کچھ نہیں ملا۔ ہم ان سطور کے ذریعے وزیر اعظم نواز شریف کو اُن کا اپنا بیان یاد دلا رہے ہیں کہ:

''اگر ہم نے لوڈ شیڈنگ، مہنگائی اور دیگر عوامی مسائل حل نہ کیے تو ہمارا انجام پیپلز پارٹی سے بھی برا ہوگا''

نواز شریف کے لئے ملک نیا ہے نہ اقتدار، عوام نئے ہیں نہ مسائل، وہ فیصلہ کر لیں تو اِن مسائل کو بخوبی حل کر سکتے ہیں۔ ان کے پاس عددی اکثریت بھی ہے اور ماہرین بھی۔ اسلام کے نام پر نہ تو انہیں ووٹ ملا، نہ ہی نفاذِ اسلام اُن کا پارٹی منشور ہے۔ کم از کم ملک کے انتظامی مسائل ہی حل کر لیں تو یہ بھی ملک و قوم کی بڑی خدمت ہوگی۔

☆......☆......☆